مولای صلّ وسلّم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّھم

درس حدیث

حضرت عمرؓ حق گوئی غلاموں کیساتھ حُسنِ سلوک اور اُنکو کثرت سے آزاد کرنا

حضرت انسؓ اور غلام، اہل بیت اور غلام

حضرت ابن عمرؓ اور غلام، حضرت عائشہؓ اور غلام

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین: مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۲۸ سائیڈ اے ۸۳-۱۲-۹

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسّلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمّدؐ وآلہ واصحابہ اجمعین

آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میں یہ اوصاف ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ میں یہ اوصاف ہیں ان کے متعلق فرمایا کہ رَحِمَ اللّٰہُ عُمَرَ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا اللہ تعالیٰ عمر کے ساتھ اپنی رحمت شاملِ حال رکھے یہ حق ہی کہتے ہیں چاہے وہ تلخ ہو اور حق بات ویسے بھی تلخ ہوتی ہے اَلْحَقُّ مُرٌّ اس لیے آدمی کو زبان سے کہتے ہُوئے بھی تأمّل ہوتا ہے کہ مَیں یہ بات کہوں گا تو ناگوار گزرے گی بُری معلوم ہوگی، تو رُک جاتا ہے آدمی تو حق کہنے کا حکم تو آیا ہی ہے امر بالمعروف نہی عن المنکر کا اچھائی کا حکم دینا اور اس کی تلقین کرنا برائی سے روکنا یہ تو آیا ہی آیا ہے مگر اِس میں بتادیا گیا اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ حکمت کے ساتھ بلاؤ اللہ کی طرف اللہ کے راستے کی طرف وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ اچھے انداز سے نصیحت کرتے ہُوئے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ جوابی کارروائی کرو لڑنے والوں کے ساتھ تو اچھے انداز میں کرو نتیجہ یہ نکلے فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ جس میں عداوت ہوگی تو وہ بدل کر ایسے ہوجائے گا کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ جیسے وہ گرمجوش ساتھی ہو۔

بلند اخلاقی کا اثر لازماً ہوتا ہے

یہ بلند اخلاقی جو ہے اِس کا لازماً اثر ہوتا ہے دوسرے پر، آخر دوسرا بھی انسان ہی ہے تو بلند اخلاقی سکھائی گئی ہے

حق و باطل کہنے سے رکنا اخلاق میں شامل نہیں ہے

مگر اخلاق کے اندر یہ بات شامل نہیں ہے کہ آدمی حق اور باطل کہنے سے بھی رک جائے یہ اخلاقیات میں نہیں ہے۔

ایک نکتہ اور مبلّغ کی بلند اخلاقی

بلکہ اخلاق میں یہ بات داخل ہے کہ حق جو کڑوی چیز ہے اُس کو مزید کڑوے انداز میں نہ کہے، اس انداز میں پیش کرد کہ جو قبول کیا جائے۔ کیونکہ حق تو خود ہی کڑوا ہے اور اُسے پیش کرنے والا اگر بہت کڑوے مزاج کا ہو یا انداز اُس کے پیش کرنے کا بہت تلخ ہو تو پھر وہ بات مفید نہیں رہے گی اس لیے اس کو باقاعدہ سوچ کر اور بہتر انداز میں کرنا چاہیے تاکہ وہ قبول کیا جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں بس یہ بات رہی اور بھی کہ وہ فوراً بتلاتے رہے کہ یہ ٹھیک ہے یہ غلط ہے اس سے رُک جاؤ اس سے بچ جاؤ اسے کرلو ایسے کرلو روک ٹوک کرتے رہتے تھے بہت زیادہ۔

حضرت عمرؓ کی حضرت انسؓ کو تنبیہہ
حضرت سیرینؒ کی غلامی اور آزادی

محمد ابن سیرینؒ آپ نام سُنتے ہیں جو امام تھے فنِ تعبیر کے ان کے والد (حضرت سیرینؒ) قید ہو کر آئے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں، عین التمر جو عراق کا حصّہ ہے وہاں سے مدینہ منوّرہ میں جب تقسیم کی گئی تو یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حصّے میں آئے، اب وہ نیک بھی تھے اور سمجھدار بھی تھے اور باصلاحیت تھے ایک تو یہ ہوتا ہے کہ آدمی کوئی کام کر ہی نہیں سکتا۔ نہ وہ باغبانی کرسکتا ہے، نہ وہ تجارت کرسکتا ہے نہ کوئی اور کام کرسکتا ہے بس یہ ہے کہ تھوڑا بہت کام کرلیا۔

اس طرح کا آدمی اگر کوئی ہو تو وہ اور بات ہے مگر بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جن میں بہت بہت صلاحیتیں ہوتی ہیں اور وہ نمایاں ہوتی ہیں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سیرینؒ نے کہا کہ مجھے آپ آزاد کر دیجیے اور آزاد کریں اس طریقہ پر کہ میں اپنی قیمت جو مارکیٹ ریٹ سے ہے وہ آپ کو کما کر دے دوں گا (اس کو اصطلاح میں مکاتبت کہتے ہیں)

لہٰذا جو قیمت بنتی ہے آپ لگائیں اُنھوں نے کہا کہ نہیں میں نہیں کرتا، تھے وہ اچھے آدمی، تھے وہ نیک۔

غلام کا حاکمِ وقت کے دربار میں جاکر بلا جھجک اپنے آقا کی شکایت کرنا

تو اُنھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر شکایت کر دی، یہ بھی کہیں نہیں ملے گا آپ کو کہ ایک غلام ہو اور وہ سب سے بڑے حکمران کے پاس پہنچے اور جاکر شکایتیں لگائے (اپنے آقا کی بلا کسی معقول وجہ کے)

حضرت انسؓ کی طلبی اور حضرت عمرؓ کی ترغیب

تو اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بلالیا، اور اُنھوں نے کہا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیوں نہیں کرتے آزاد؟ تو اُنھوں نے منع کیا کہ میں نہیں کرنا چاہتا اُن کو مکاتب نہیں بنانا چاہتا یعنی قیمت لگاکر قیمت وصول کرکے آزاد کر دوں یہ میری طبیعت نہیں مانتی میں نہیں چاہتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا دُرّہ اُٹھایا۔ چھوٹا کوڑا۔ اور حضرت انسؓ سے کہا کہ کرو ایسا "کاتبہ" لگاؤ اس کی قیمت اور قرآن پاک کی آیت پڑھی کاتبوھم ان علمتم فیھم خیرًا، اگر ان میں بھلائی نظر آئے کوئی بہترائی نظر آئے تو ان سے مکاتبت کرلو، قیمت لے لو اور پھر چھوڑ دو یعنی چھوڑنے کی طرف اسلام میں بہت ترغیب دلائی گئی ہے۔ کیونکہ بعض غلاموں میں صلاحیتیں بہت ہوتی ہیں جب پڑھ لکھ جائے کچھ ہو جائے پھر وہ مینجر بن سکتا ہے کارخانہ کا۔

غلام اپنی حیثیت سے خود فائدہ اُٹھائے یہ زیادہ بہتر ہے

تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ذہن میں اس طرح کی چیز ہوگی کہ وہ اس طرح فائدہ اُٹھاتے رہیں اسی کی صلاحیتوں سے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اُس کو اپنی صلاحیتوں سے خود فائدہ اُٹھانے دو تو فرمایا

فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا

اہلِ بیت اور غلام

علی زین العابدینؒ کے پاس ایک غلام تھا۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ عبداللہ بن جعفر دس ہزار اس کی قیمت لگا رہے تھے جو بہت زیادہ تھی۔ حضرت زین العابدینؒ کو کسی نے یہ حدیث سُنائی کہ جو غلام کو آزاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے ہر عضو کے بدلے میں آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنّم کی آگ سے آزاد فرما دیتا ہے

تو اُنھوں نے اُس غلام کو جو سب سے قیمتی تھا فوراً آزاد کر دیا۔ اب اس طرح کی ترغیبات مذہبی بھی ہیں اور اخلاقی (انسانی) بھی ہیں اُصولی بھی ہیں یہ سب قسم کی ترغیبات یہاں پائی جارہی ہیں۔

آزادی کی بُنیاد صرف مذہبی نہیں بلکہ اخلاقی بھی ہے

مذہبی تو یہ ہوگئی کہ اگر کوئی مُسلمان ہے تو چلو مذہبی طور پر کچھ امداد ہوگئی اُس کی اور وہ آزاد ہوگیا لیکن اخلاقی طور پر انسانیت کے اعتبار سے بعض چیزوں میں جو آزاد کرنا پڑتا ہے (بطور کفارہ کے) تو اُس میں یہ نہیں ہے کہ مسلمان ہی ہو غلام تو آزاد ہو، غیر مسلم کو آزاد کردیں تو وہ بھی کفارہ ادا ہوجائے گا تو یہ انسانیت اور اخلاقی لحاظ سے ہُوا

اسلام کی طرح کسی دوسرے مذہب میں غلام آزاد کرنے کی ترغیب نہیں دی گئی

تو یہ جو غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دی ہے اسلام نے یہ کسی دوسرے مذہب میں نہیں ہے اور نہ ہی دوسری کسی قوم میں یہ جذبہ تھا کہ چلو مذہب نہیں تھا تو جو حکمران قومیں تھیں اُن میں یہ رواج پایا جاتا ہو، تاریخ میں کہیں ایسا نہیں ملتا صرف اسلام نے اتنی زیادہ ترغیب دی ہے وہ امامت بھی کراسکتا ہے وہ تعلیم حاصل کرسکتا ہے اور بہت بڑے بڑے عالم گزرے ہیں اُن کی کتابیں ہیں باقاعدہ ان کا نام ہے۔

ماں باپ بھی ایسا نہیں کرسکتے

اور اگر ماں باپ کسی کو بیچ دیں بچّے کو یا بچّی کو تو وہ غلام ہوجائے گا یا نہیں؟ تو وہ غلام نہیں ہوگا چاہے وہ بیچنے کا دعوٰی کریں۔ دعوٰی کرتے ہوں کہ ہم نے بیچ دیا علی الاعلان کرتے ہیں، گواہ بنالیں تحریر ہو جائے پھر بھی اگر وہ لڑکی ہو تو باندی نہیں بنے گی اور حدیث شریف میں ممانعت آگئی ہے کہ لوگوں کو اغوا کر کے جاکر بیچنے کی غلام بنانے کی، شدید اس پر وعید آئی ہے، بہت ہی شدید وعید ہے۔

غلاموں کا کاروبار کرنے والی ایجنسیاں بند ہوگئیں

اسلام کے پھیلنے کے بعد جو سوڈانیوں کو لاتے تھے وہاں سے خرید کر اور لاکر یہاں بیچا کرتے تھے عرب اور دوسری جگہوں پر ایسی ایجنسیاں تھیں جو یہ کام کرتی رہتی تھیں تو وہ ایجنسیاں ساری بند ہوگئیں اور غلام اُس طرح نہیں بنے (جس طرح کافر لوگ بناتے تھے)

جنگی قیدی، غلامی، عالمی رواج تھا

ہاں البتہ جنگی قیدیوں کا معاملہ ہر دو طرف سے یہی ہے اگر خدانخواستہ ہمارے لوگ قید ہو جائیں تو اُن کے ساتھ وہ لوگ یہ کرتے تھے اور اُن کے لوگ قید ہو جائیں ہمارے یہاں تو پھر ہمیں اجازت تھی کہ ہم اُنھیں غلام بنالیں اور لڑکیوں کو باندی بنالیں، یہ اُس زمانے کا پُوری دُنیا کا رواج تھا کوئی خالی اسلام ہی کا نہیں پُوری دُنیا کا رواج تھا۔

غلامی کو اسلام نے قائم رکھا مگر آزاد کرنے کی ترغیب دی

اسلام نے اِس کو قائم رکھا ہے اور فضیلت بتادی ہے کہ آزاد کردو تو اجر اور کچھ چیزیں ایسی بتا دیں کہ اگر عبادت کے دوران فلاں چیز ہو جائے تو اُس میں آزاد کردو فلاں چیز ہو جائے تو اُس میں آزاد کردو کوئی ظہار کرلے تو اُس کا کفارہ ہے قتل خطأ ہو جائے تو اُس کا کفارہ ہے قسم کھاکر توڑ دے تو اُس کا کفارہ ہے بہت قسم کے کفاروں میں غلام کی آزادی رکھ دی اور غلام کے آزاد کرنے پر یہ بتادیا کہ جب کوئی آزاد کرتا ہے اپنے غلام کو تو اللہ تعالیٰ اُس کے ہر عضو کے بدلے میں آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنّم سے آزاد کردیتا ہے، یہ فضیلت ہے اور بہت کچھ بتادیا۔

اسلام سے پہلے غلاموں کے ساتھ رویہ اور اسلام

پھر غلام کے ساتھ (کفّار) زیادتیاں کیا کرتے تھے، اُن کو انسانیت سے خارج سمجھتے تھے اُن کو جانور کے درجہ میں رکھتے تھے اسلام نے منع کر دیا کہ ایسے نہیں بلکہ جو تم کھاتے ہو اُس میں سے کھلاؤ اور جو تم پہنتے ہو اُسے بھی پہناؤ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا کہ جیسا جوڑا اُن کا تھا ویسا ہی غلام کا تھا۔ یہ بات دُنیا میں اسلام کے سوا کہیں نہیں ملے گی۔ یہ اسلام نے بلندی دی ہے غلام کو اسلام سے پہلے دُنیا میں یہ دستور نہیں تھا اُس دَور میں اُس کے بعد کے دَوروں میں یہ نہیں ملے گا کہ غلام کو اس طرح رکھنا سکھایا ہو جیسے کہ شریعت نے بتلایا ہے کہ جو تم کھاتے ہو وہ اسے کھلاؤ اور جو تم پہنتے ہو وہ اُسے پہناؤ ایسا تو ملازموں کے ساتھ بھی نہیں کرتا آدمی جو اسلام نے غلام کے لیے بتلادیا اور اگر آزاد کردے تو اجر ہے اور اگر کسی کے پاس باندی ہے تو وہ اسے لکھائے پڑھائے تعلیم دے مذہبی اور پھر اُس کے بعد اُسے آزاد کردے۔

سب سے پہلے اسلام نے باندی سے شادی کی ترغیب دی

پھر اُس سے شادی کرلے تو گویا اُس نے اپنے خاندان کا فرد بنا لیا اُس کو تو اُس کو ڈبل اجر ملے گا۔ یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے بخاری شریف کے بالکل شروع ہی میں آتا ہے، علم کی فضیلتوں میں آتا ہے عَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا وَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيبَهَا (اُس باندی کو پڑھائے اور اچھی طرح پڑھائے اور اُس کو ادب سکھائے اور اچھی طرح ادب سکھائے) ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا پھر آزاد کردے اور اُس سے شادی کرلے اور شادی تو آدمی برادری میں کیا کرتا ہے اور وہ تو پتہ نہیں کون تھی چوڑی تھی چمار تھی بھنگن تھی کون تھی اور وہ آئی یہاں پر قید ہو کر اور اُس کے بعد مُسلمان ہُوئی اُسے گھر کا فرد بنا لیا اُس نے، تو اسلام نے یہ بھی طریقے نکال دیئے یہ دُنیا میں سب سے پہلی چیز ہے جو اسلام نے دی غلاموں کو سربلندی بخشی اور اُن کی نجات کے راستے نکالے ہیں

آزادی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ

اور کتنے کتنے لوگ ہیں جنھوں نے ساٹھ ساٹھ ستر ستر غلام آزاد کیے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما وہ ہر غلام کو آزاد کر دیتے تھے جو نماز زیادہ پڑھتا تھا، جو نماز زیادہ پڑھتا تھا اُسے آزاد کر دیتے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کو دھوکا دینے کے لیے کرتے ہیں، اُنھوں نے کہا کہ ہم تو خود جان کے دھوکے میں آتے ہیں جو خدا کا نام لے کر ہمیں دھوکا دیتا ہے تو ہم خود جان کے دھوکا میں آتے ہیں یہ نہیں کہ ہمیں دھوکا دے رہا ہے اور ہم دھوکا کھا رہے ہیں ایسی بات نہیں ہے، سمجھتے ہیں ہم یہ بات مگر آزاد کرنا بہتر لگتا ہے۔

آزادی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو غلام آتا تھا آزاد کر دیتی تھیں

حق کے ساتھ روک ٹوک بھی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات چل رہی تھی وہ حق تو فرماتے ہی تھے روک ٹوک بھی کرتے تھے، دیکھ بھال بھی کرتے تھے اور دیکھ بھال یا روک ٹوک کبھی تو مؤثر ہوتی تھی اور کبھی نہیں، یعنی کبھی تو مثلاً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کی، مؤثر ہوگئی کبھی اور کبھی نہیں ہوئی، کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بات مانی کبھی نہیں مانی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی اسی طرح،

(بقیہ بر ص ۲۸)

اس قسم کے اجتماعات بنگلہ دیش اور پاکستان میں بھی ہونے چاہئیں تاکہ وہاں کے مسلمان بھی اس علمی ادارے اور اس کی تاریخ اور اس کی خدمات اور اس کی تحریکات سے اپنی وابستگی کا اظہار کرسکیں لیکن اسی سال حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی رحلت ہوگئی اور پھر ملکی حالات میں ایسی تبدیلیاں آئیں کہ ہم فوری طور پر کسی ایسی بڑی کانفرنس کے متحمل نہ رہے آج صوبہ سرحد کی جمعیت علماء نے فیصلہ کیا ہے کہ اگلے سال محرم الحرام میں پشاور کے اندر دارالعلوم دیوبند کا ڈیڑھ صد سالہ منایا جائے گا اور بہت بڑی کانفرنس ہوگی چنانچہ اس سلسلے میں ہندوستان کے علماء بنگلہ دیش کے علماء افغانستان کے علماء ان حضرات کو بھی دعوت دی جائے گی اور دارالعلوم دیوبند کی نسبت سے ڈیڑھ صد سالہ ایک بہت بڑا اجتماع منعقد کیا جائے گا اس مقتدر اجتماع کی مناسبت سے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ کانفرنس کے بارے میں بھی آپ کو آگاہ کرسکوں اور اس کی تاریخوں کا بھی تعین ہوگیا ہے۔ ۱۵، ۱۶، ۱۷ محرم الحرام کو اس کے لیے بھی آپ حضرات تیاریاں کریں۔ دوستوں کو اس کی طرف متوجہ کریں اور ان کو دعوت بھی دیں اور اس کو کامیاب بنانے کے لیے کوشش فرمائیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

بقیہ : درس حدیث

جب اپنا دور آیا تو اُس کو پوری قوت سے اُنھوں نے نافذ کیا اور دوسروں کو پھر ماننی پڑی وہ اور اُن کی ہر بات صحیح ہوتی تھی غلط نہیں ہوتی تھی کسی بات میں غلطی کی طرف چلے گئے ہوں ایسے نہیں، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر اُنھیں امیر بنالو گے تو پھر یہ ہوگا کہ قَوِیًّا اَمِیْنًا بڑے قوی ثابت ہوں گے امانت دار ثابت ہوں گے اور لَا یَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ اللہ کے احکام میں اللہ کے دین کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی اُنھیں پروا نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُن کا ساتھ آخرت میں نصیب فرمائے اُن کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

بقیہ : مدارس کا قیام

والے پڑھانے والے بتانے والے اسلام کی مختلف طریقوں سے خدمت کرنے والے بنیں اور یہ زندگی صرف دُنیا کے لیے نہیں اس دُنیا کے بعد آخرت کے لیے بھی سنورے سجے اور بھلائی ملے اور گمراہیوں سے بچیں لوگ، اس لیے صدقہ جاریہ میں حصہ لینا چاہیے اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے اس ادارے کو قبول فرمائے اور دارین کی بھلائی کا ذریعہ بنائے اور اپنے کام کرنے والوں کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔